Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:5 (1976)

اِدارہ تحقیقاتِ اسلامی اور جدید مسائل

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے چیئرمین اور وزارتِ مذہبی امور کے وزیر مولانا کوثر نیازی صاحب ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو ادارہ میں تشریف لائے۔ ادارہ کے ڈائرکٹر نے مولانا موصوف کا خیر مقدم کرتے ہوئے ادارہ کے نئے ولولہ و عزم سے انھیں آگاہ کیا۔ ڈائرکٹر کی درخواست پر مولانا موصوف نے ادارہ کے سکالر حضرات سے خطاب کیا۔ اگر اس خطاب کا تعلق ادارہ کے انتظامی یا مالیاتی مسائل سے ہوتا تو ہم شاید اس خطاب کو یہاں درج نہ کرتے۔ لیکن مولانا موصوف نے جس خوبی و روانی سے تحقیق جیسی گراں متاع کا پتہ دیا ہے، اس کا تقاضہ ہے کہ ہم اہلِ فکر اور دانش گاہوں میں اسلامیات کے اساتذہ کرام کو اس خطاب سے محروم نہ رکھیں۔

ڈائرکٹر صاحب اور رفقاء ادارہ!

آج یہاں میرا آنا کسی تقریر کی غرض سے نہیں۔ مقصد جدید انتظامات کو دیکھنا اور ڈاکٹر رشید احمد صاحب جالندھری کا ڈائرکٹر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد آپ سے تبادلۂ خیال کرنا اور ان مشکلات اور مصائب کو سمجھنا ہے جو آپ کو درپیش ہیں۔ مجھے یہ جان کر اطمینان اور خوشی ہوئی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے نئی تقسیم کار کی ہے۔ نئے عنوان مقرر کئے ہیں اور صحیح رجحان کار کو صحیح جگہ پر لگایا ہے

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، وزارتِ امور مذہبیہ کی تحویل میں آنے کے بعد ادارہ کے مقاصد واضح طور پر متعین ہوئے اور یہ بھی بتایا گیا کہ ریسرچ (Research) کن خطوط پر ہونی چاہیئے، کیونکہ ریسرچ سے مراد ذہنی تعیش نہیں

یہاں مولانا موصوف نے اپنے حسنِ ظن اور لطف و کرم سے کام لیتے ہوئے نئے ڈائرکٹر کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔ جنہیں ہم نے ان کی اجازت کے بغیر حذف کر دیا ہے

بلکہ معاشرہ کو صحت مند اخلاقی قدروں پر استوار کرنے کے لئے اپنی تہذیب و تمدن سے روشنی حاصل کرنے کا نام تحقیق ہے۔

ریسرچ اور سیاست:

ریسرچ (Research) کے ضمن میں، میں کافی کچھ کہہ چکا ہوں۔ البتہ ایک بات کی وضاحت آج کی نشست میں از بس ضروری ہے اور وہ یہ کہ ریسرچ (Research) اور سیاست میں بڑا فرق ہے، سیاست داد کی طالب ہے اور قبولِ عام حاصل کرنا چاہتی ہے، اس میں صحیح یا غلط کا امتیاز بہت کم کیا جاتا ہے۔ سیاست یہ ہے کہ جو بات جمہور کی خواہش کے مطابق ہے اسے اپنایا جائے۔ اس کے برعکس ریسرچ کے تقاضے مختلف ہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ ریسرچ کے نتیجے میں جو فکری شہپارے پیش کریں، ان پر تنقید ہو، اور آپ مطعون قرار دیئے جائیں؟ اور آپ کا کام قبولیت کے درجے پر فائز نہ ہو۔ لیکن بندہ آزاد داد کا طالب نہیں ہوتا۔ اس لئے میں آپ سے کہوں گا کہ اگر آپ نے خلوص اور محنت کے ساتھ ریسرچ کی ہے اور آپ دیانت سے کسی ایسے نتیجے پر پہنچے ہیں جسے قبولیتِ عام حاصل نہیں ہوئی، تو اس سے بھی آپ کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے اگر آپ کی علمی دیانت مشکوک نہیں تو وہ وقت ضرور آئے گا جب آپ کی ریسرچ خراجِ تحسین حاصل کرے گی اور بے جا تنقید کرنے والوں کو خود ایک دن اپنی غلطی کا احساس ہو گا لہذا اس ادارہ کو اور اس ادارہ کے سکالروں کو سیاست نہیں بلکہ ریسرچ کرنا ہے۔ جہاں تک موضوعات کا تعلق ہے، تو گھسے پٹے موضوعات پر محض صحافیانہ انداز میں اِدھر اُدھر سے چیزیں جمع کر کے مضامین مرتب کر کے چھاپ لینا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی اسے تحقیق کہا جا سکتا ہے بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ خیرات، صدقات، روزہ، نماز جیسے اہم موضوعات، جن [illegible]دمی کی روحانی تربیت سے تعلق ہے، کی فضیلت پر صدیوں سے لکھا جا رہا ہے، بے شمار رسالے اور پمفلٹ اور مواعظ ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں غلط اور ضعیف روایتیں بھی ہیں، مستند روایتیں بھی۔ جس کا جیسا ذوق ہے وہ ان مضامین سے تسکین حاصل کر سکتا ہے۔

عالم اسلام کے لئے چیلنج:

میرے فاضل دوستو، آج عالم اسلام کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص ایک بہت بڑا چیلنج درپیش ہے۔ پاکستان اس دعوے کے ساتھ قائم ہوا ہے کہ وہ اس سائنسی دور میں اسلامی خطوط پر یہاں کے معاشرے کی

تعبیر کر سکتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام میں ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ گو عملاً وہ معاشرہ کہیں دکھائی نہیں دیتا جسے ہم دنیا کے سامنے پیش کر سکیں افسوس ہم تذبذب، شک کے علاوہ نفاق میں بھی مبتلا ہیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب کی درسگاہ الازہر، قاہرہ میں گیا اور وہاں کے ایک سیمینار میں اپنا مقالہ "مسلم خاندان کے مسائل" پڑھا۔ عورت کے حقوق اور منصب سے متعلق بات کرتے ہوئے میں نے کہا کہ ہم صدیوں سے یہ بات سن رہے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں عورت کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ اور وہ وراثت کے حق سے محروم تھی، اسے اسلام نے عظمت و رفعت کا مقام عطا کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اب عورت کس مقام پر ہے؟ اور وقت کے پیدا کردہ سنگین مسائل کو کیوں کر حل کیا جا سکتا ہے؟۔ پردے کا معاملہ سب سے پہلے آتا ہے۔ اس کے بعد عورت کو زندگی کے مختلف میدانوں میں حصہ لینے کا حق، عورت اور فنونِ لطیفہ، عورت اور ساتھیوں کا انتخاب، عورت اور خاندانی منصوبہ بندی، عورت اور اس کی سوکنیں وغیرہ بے شمار مسائل ہیں کہ جن پر بہت کچھ کہنے اور لکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک طریقۂ کار تو یہ ہے کہ ہم وہی کہیں جو ایک جماعت صدیوں سے کہتی چلی آئی ہے لیکن وہ جدید مسائل کا عملی حل پیش نہیں کرتی۔ زندگی بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کیا ہم زندگی کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش نہ کریں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں؟ ہمارے معاشرے کے طرزِ زندگی میں اور ہمارے عقائد میں تضاد ہے، کیا یہ بدستور باقی رہے؟ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہم ایک گنہگار، غلط کار معاشرہ میں رہ رہے ہیں کیا اپنے آپ کو یا حالات کو بدلنے کی کوشش نہ کریں، خواہ دنیا یہ نہ سمجھے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر یقین نہیں رکھتے یا یہ کہ اسلام خدانخواستہ اس دور میں ناقابلِ عمل ہے۔ دوسرا طریقہ غور و فکر کا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ جو کچھ ہم ایک خاص دور میں، ایک خاص زمانے میں صدیوں تک سمجھتے اور کرتے رہے ہیں وہ اس زمانے کے معاشرتی تقاضوں کی بنیاد پر مخصوص پس منظر میں سماجی معاشی نظام کی پیداوار تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ تشریحات صحیح نہ ہوں، کیونکہ جو چیز ابدی ہے وہ تو نص ہے اور نص میں خدا اور رسولؐ دونوں کے فرامین شامل ہیں۔ لیکن نص کی تشریحات کبھی منصوص کا درجہ اختیار نہیں کرتیں اگر آپ کسی خاص زمانے کی تشریحات کو منصوص کا درجہ دے دیں تو پھر آپ اجتہادی صلاحیتوں سے محروم ہو جائیں گے۔

میں نے یہ مقالہ پڑھا تو اس پر بعض علماء الازہر نے جو بہت روشن خیال سمجھے جاتے ہیں، زبردست

تنقید کی۔ وہ میری اس رائے سے اختلاف رکھتے تھے کہ ایک عورت مملکت کی سربراہ ہو سکتی ہے۔ میں نے جوابی تقریر میں کہا:۔

مجھے بڑا افسوس ہے کہ محترم اور فاضل علماء الازہر کا قول کچھ ہے اور عمل کچھ، دلچسپ اور اتفاق امر یہ ہے کہ اس سیمینار کے پہلے اجلاس کی صدارت مصر کی خاتون اول بیگم انور السادات نے کی تھی، اور افتتاح بھی انہوں نے کیا تھا۔ آپ نے (علماء کرام) اِس اجلاس کا افتتاح ایک خاتون سے کرایا۔ وہ صدر تھیں۔ آپ سب ان سے نہایت ادب سے پیش آئے۔ آپ نے ان کی خدمات کی تعریف کی۔ یہ تو آپ کا عمل تھا اور عقیدہ آپ کا وہ ہے جو نئی نسل کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ عورت کو اس طرح جلسوں میں نہیں آنا چاہیئے۔ میں نے ان سے عرض کیا: "ایسا کرنے سے آپ مسلم معاشرہ کو نفاق میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں،، افسوس ہم اس بات پر غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ہمیں بدلے ہوئے حالات میں کیا کرنا ہے؟ جو تشریح ہمارے ذہن میں ہے اسے غلط سمجھتے ہوئے بھی مستقبل کے لئے کوئی لائحۂ عمل تیار نہیں کرتے۔

آج عورت زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہے اور رواجی پردے سے بغاوت کر رہی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر ملک کو ڈاکٹروں نرسوں، معلمات ہر شعبۂ زندگی میں ماہر خواتین کی ضرورت ہے یہ ہماری عملی زندگی کے مسائل ہیں، یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیئے کہ مجھے کسی غلط نظریہ سے نہیں، صرف بات کو صحیح تناظر میں آپ کے سامنے لانے کے لئے یہ مثال دینے کو ضرورت پڑی ہے، اور یہ ساری باتیں میں ڈاکٹر صاحب کی باتوں سے کہنے پر مجبور ہوا ہوں۔

اسلام میں اجتہاد

میں یہ کہہ رہا تھا کہ ظاہری باتیں اور ہیں اور حقیقی تصویر اور ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ عورت کی آواز کان میں نہیں پڑنی چاہیئے اور عورت کو نابینا سے بھی پردہ کرنا چاہیئے کیونکہ اگر نابینا نہیں دیکھ سکتا عورت تو نابینا کو دیکھ سکتی ہے۔ لیکن عملی زندگی میں کیا ایسے ہی ہو رہا ہے؟ کیا قیامت تک ہم یوں ہی کرتے چلے جائیں گے؟ کیا ہم معاملات میں اجتہادی صلاحیتوں سے کام لیکر اپنے معاشرے کو جدید حالات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے دو رُخی پالیسی اور نفاق کو دور کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ ہماری عملی اور اعتقادی زندگی کے درمیان جو خلیج حائل ہے کیا ہم اس کو پاٹنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو آئندہ نسل اسلام کو محض ایک تبرک سمجھے

گی۔ کیونکہ اس کا تعلق محض کتابوں سے ہے، لیکن نئی نسل کی رہنمائی صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے بنیادی اصولوں اور عقیدوں کو قربان کئے بغیر مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ جدید تقاضوں کا سامنا کریں، اور اپنے عقائد کی روشنی میں نئے مسائل کا حل تلاش کر کے آگے بڑھیں۔ میری خواہش اور میری امید وہی ہے جو پاکستانی قوم اور عوام کی ہے اور عالم اسلام کی بھی یہی خواہش ہے۔

آج وقت کا سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم کریں، جو جدید و قدیم کا حسین امتزاج ہو۔ آج ریسرچ اسکالر کا بنیادی کام یہ ہے کہ وہ اس کے لئے زمین ہموار کرے۔ فضا کو سازگار بنانے کے لئے وہ اس بات کی وضاحت کرے کہ کون سی چیز غیر متغیر ہے اور کون سی چیز زمان و مکان سے متاثر ہو سکتی ہے۔ ہمیں کہاں رکنا چاہیئے اور کہاں آگے بڑھنا چاہیئے۔ اگر ریسرچ کے نتیجے میں آپ کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے۔ یا آپ بے بنیاد تنقید و تہمت کا نشانہ بنیں تو میں اس ادارے کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ کا دفاع کروں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے مفاد کی حفاظت کی جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ریسرچ کے سلسلے میں مکمل دیانت داری سے کام لیں۔ اگر ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے وقت میں وزیر ہوتا۔ اور مجھے یقین ہوتا کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کے خلاف ریسرچ کی بنیاد پر کوئی ہنگامہ آرائی ہوئی ہے تو میں خود مستعفی ہو جاتا لیکن ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو ادارہ سے جانے نہ دیتا۔ اس لئے کہ انہوں نے دیانت اور خلوص سے ریسرچ کی ہے۔ اس کے نتائج صحیح تھے یا غلط یہ الگ بات ہے لیکن انہیں سیاسی وجوہ کی بناء پر علیحدہ کرنا صحیح بات نہ تھی۔ اگر کوئی قابل اعتراض بات تھی تو ان مضامین کے چھپنے سے پہلے انہیں اس سے آگاہ کیا جا سکتا تھا اور ایسے ہی علمی بنیادوں پر اُن کے خیالات کا تعاقب کر کے اُن سے مناسب ترمیم کے لئے کہا جا سکتا تھا۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دلجمعی سے ریسرچ کریں، آپ خدا کے لئے سیاست میں نہ پڑیں۔ آپ اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ کوئی گروہ یا کوئی مذہبی یا کوئی سیاسی جماعت آپ کی ریسرچ کے نتائج کی بنا پر آپ کے خلاف ہو گئی ہے۔ آپ دیانت سے کام لیں، اگر کسی عقیدے کی رائج الوقت تشریحات آپ کی دیانت دارانہ ریسرچ سے ہم آہنگ ہیں تو یہ اچھی بات ہے لیکن اگر آپ کی علمی دریافت رائج الوقت عقیدہ کے موافق نہیں تو بھی آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ اپنی رائے کو بے خوف و خطر عوام کے سامنے پیش کریں۔

نیا دور نئے تقاضے

بہرحال اب ریسرچ کا کام ہونا چاہیئے اور ادارے کی طرف سے علمی کتابیں منظر عام پر آنی چاہئیں۔

آپ بالکل گوشہ گیر ہو کر اور اجتماعی ہنگاموں سے کٹ کر، تقریبات کے چکر میں پڑے بغیر، پتہ مار کر کام کریں۔ میں نے ڈائریکٹر ادارہ سے کہا ہے کہ وہ آپ کے کام سے مجھے آگاہ کرتے رہیں تاکہ مجھے معلوم ہوتا رہے کہ ریسرچ سکالرز کس مرحلے پر ہیں اور کب تک ہم کوئی تحقیقی چیز عوام کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوں گے۔ اس کے لئے آپ اپنی ضروریات کے مطابق جدید لٹریچر منگائیں۔ اگر آپ کو اس سلسلے میں وزارت مذہبی امور کے تعاون کی ضرورت ہے تو آپ ہمیں مطلع کریں۔ ہم آپ کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو دور کرنا چاہتے ہیں آپ تازہ ترین کتابیں حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہیں تاکہ آپ کو نئے رجحانات سے آگاہی حاصل ہو سکے اور آپ ریسرچ کے تقاضے پورے کر سکیں۔ اسی طرح انگریزی، عربی، فارسی کے جو اچھے جرائد رسائل پاکستانی ہوں یا غیر ملکی انہیں منگوائیں۔ آپ کی لائبریری بالکل اپ ٹو ڈیٹ ہونی چاہیئے۔

تحقیق کے ثمرات

ان باتوں کے علاوہ آپ اپنے رسائل کا معیار بلند کرنے کی کوشش کریں اور اسے اعلیٰ علمی جرائد بنائیں تاکہ دنیا کو آپ کے علم و فضل کا پتہ چلے اور وہ آپ کے خیالات سے مستفید ہو۔ "فکر و نظر"، "اسلامک سٹڈیز" اور "الدراسات" تینوں میں ترقی کی بہت گنجائش ہے۔ ان رسائل کا معیار بلند کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

ادارہ کے مسائل

ڈائریکٹر صاحب نے عبرانی، یونانی، لاطینی اور سنسکرت کی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ان سے اتفاق ہے آپ ان زبانوں کے ماہرین رکھیں۔ آپ کو ایسے آدمی مل جائیں تو ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ تحقیق کی راہ میں جو مشکلات حائل ہیں وہ دور ہونی چاہئیں۔ ہم آپ کے معاشی مسائل حل کرنے میں بھی آپ سے پورا تعاون کریں گے۔ میں "مزدور خوش دل کند کار بیش" کے نظریہ پر یقین رکھتا ہوں جب تک آدمی مطمئن نہ ہو۔ پوری طرح کام بھی نہیں کرتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے معاشی مسائل کو حل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو وزیر اعظم سے بھی بات کروں گا۔ لیکن آپ کو یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ آپ سکالرز ہیں اور علم و تحقیق کے وقار کے ضامن ہیں۔

آخر میں، میں یہ چاہتا ہوں کہ اب نئے دور میں اور نئے ڈائریکٹر کی سرکردگی میں آپ کا کام آگے بڑھے اس سلسلے میں اگر کچھ مزید تجاویز آپ کے ذہن میں ہوں، کوئی خلش ہو تو آپ اس کا اظہار فرمائیں اور میں اپنی ساری مصروفیات کے باوجود انشاء اللہ اس طرف توجہ دوں گا۔ آپ کے پاس پھر جلد آؤں گا۔ اور دیکھوں گا کہ آپ کہاں تک آگے بڑھے ہیں۔